REGD. No. L. 5859

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۵۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

روزنامہ — چہارشنبہ

۷ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۶/۱۱ ‖ ۹ صلح ۱۳۳۶ ہش ‖ ۹ جنوری ۱۹۵۷ء ‖ نمبر ۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۸ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"نزلہ کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔"

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— ربوہ ۸ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ کل داڑھ کے پھوڑے میں چیرا دیا گیا جس کی وجہ سے درد میں کچھ کمی ہے۔ آج آپ علاج کے لئے لاہور تشریف لیجا رہے ہیں اعصابی بے چینی کی بھی تکلیف ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

جلسہ سالانہ کا عظیم الشان اجتماع اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو اپنے امام ایدہ اللہ سے والہانہ محبت و عقیدت ہے اور وہ آپ کے ساتھ دلی طور پر وابستہ ہیں

وکالتِ تبشیر کی استقبالیہ تقریب میں نومسلم جرمن مستشرق ڈاکٹر زبیر ٹلٹاک کی تقریر

ربوہ ۸ جنوری۔ نومسلم جرمن مستشرق ڈاکٹر زبیر ٹلٹاک نے کل ایک استقبالیہ تقریب میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا کہ جلسہ سالانہ کا عظیم الشان اجتماع اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو اپنے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت و عقیدت ہے۔

اور وہ آپ کے دامن کے ساتھ دلی طور پر وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر ٹلٹاک نے کہا جلسہ سالانہ کے ایام میں یہ بات خاص طور پر میرے مطالعہ میں آئی کہ بہت سے غریب احمدی بھی غربت سفر اور سردی کی مشکلات کے باوجود ربوہ آتے اور سالانہ اجتماع میں شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ سے انہیں جو والہانہ محبت و عقیدت اور گہری وابستگی حاصل ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ دوسری چیز جس نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔ وہ اخوت کا بے مثال جذبہ ہے۔ سب افراد جماعت ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور بھائیوں کی طرح ہی ایک دوسرے کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

ڈاکٹر ٹلٹاک کے اعزاز میں اس استقبالیہ تقریب کا اہتمام وکالت تبشیر کی طرف سے کیا گیا تھا جس میں صدارت کے فرائض وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ادا فرمائے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین نے نے وکالت تبشیر کی طرف سے بشارت احمد صاحب بشیر نے ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب کی خدمت میں انگریزی میں ایڈریس پیش کیا۔

بے مثال عزم اور علامت کا عدیم النظیر جوش

ایڈریس میں انہوں نے جرمن قوم کی غیر معمولی صلاحیتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ اہل جرمن مذہب کی طرف بھی خاص توجہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ دس سال سے بھی کم عرصہ میں جرمنی کے چار مقامات پر احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ یہ حقیقت اس بے مثال عزم اور خدمت اسلام کے اس عدیم النظیر جوش پر بھی دلالت کرتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

...بنصرہ العزیز کو ودیعت کیا گیا ہے۔

ایک آسمانی خواب کی عملی تعبیر

ایڈریس میں یہ بتانے کے بعد کہ محترم ڈاکٹر زبیر ٹلٹاک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے گذشتہ سفر یورپ کے دوران خود حضور کے ہی دست مبارک پر بیعت کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب کی ربوہ میں آمد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رؤیا کی عملی تفسیر پر دلالت کرتی ہے جو حضور علیہ السلام نے آج سے قریباً ۷۰ سال قبل دیکھا تھا۔ اس خواب میں حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ نے چند سفید پرندے پکڑے ہیں۔ اس کی تعبیر آپ

(باقی صفحہ ۸ پر)

مکرم نواب عبداللہ خان صاحب کے لئے دعا کی درخواست

— از مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب جلسہ پر ربوہ تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے بعد سے ان کو ہلکا بخار شروع ہوا۔ جو دو دن کے علاج سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتر گیا۔ مگر اب پھر یا روز سے شام کو بخار ہو جاتا ہے۔ سینہ پر بھی اثر ہے۔ کل شام سے بخار ہے جو ابھی تک ہے اور اترا نہیں۔ احباب کو معلوم ہی ہے کہ محترم نواب صاحب دل کے مریض ہیں۔ اور تمام بیماری بھی تشویش پیدا کر دیتی ہے۔ لہٰذا احباب جماعت و اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست ہے کہ محترم نواب صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

خاکسار۔ ڈاکٹر مرزا منور احمد

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

مساجد کی تقدیس

ہم نے ۶ر جنوری ۱۹۵۷ء کے الفضل میں اہل حدیث کے ہفت روزہ اخبار الاعتصام لاہور کی اشاعت ۴ر جنوری ۱۹۵۷ء سے ایک ادارتی نوٹ بلا تبصرہ شائع کیا تھا۔ اس کے متعلق ناظرین کو علم ہے کہ جڑانوالہ کی ایک مسجد کے متعلق جو منڈی میں واقع ہے۔ اہلحدیث اور بریلوی سکول کے پیروؤں میں تنازعہ دیر سے چلا آتا ہے۔ دونوں فرقوں میں یہ تنازعہ اس بناء پر ہے۔ کہ دونوں فرقوں کی نماز کی ادائیگی میں بعض اختلافات ہیں۔ مثلاً اہلحدیث رفع یدین۔ آمین بالجہر۔ رفع سبابہ کے ظاہری اعمال اور الحمد شریف کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور بریلوی حضرات اس کے خلاف ہیں۔ پھر قیام میں ہاتھ سینہ پر یا ناف پر باندھنے میں بھی دونوں میں اختلاف ہے۔ اہلحدیث ٹانگوں کو پھیلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر احناف اس کے سخت خلاف ہیں۔

دونوں فرقوں کے درمیان نماز کے ارکان میں یہ بیّن اختلافات ہیں۔ اور گذشتہ صدی میں ان اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان سخت جنگ وجدل رہا ہے۔ اور سر پھٹول تک نوبت پہنچتی رہی ہے۔ اور اب تک یہ تنازعات چلے جاتے ہیں۔ مسجد متذکرہ کے متعلق جو دونوں فرقوں میں تنازعات ہیں۔ دراصل نماز کے ارکان میں ان بیّن اختلافات کی وجہ سے ہی ہیں۔ کیونکہ ہر فرقہ سختی سے اپنے آپ کو راستی پر سمجھتا ہے۔ اور صرف اس بناء پر ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتا۔ چنانچہ جڑانوالے کی متذکرہ مسجد کے بارے میں اسی بناء پر تنازعات چلے آئے ہیں۔ بریلوی حضرات چاہتے ہیں۔ کہ یہ مسجد صرف ان کے تصرف میں رہے۔ اور اہلحدیث مصر ہیں۔ کہ یہ مسجد اہلحدیث کی خصوصی ملکیت ہے۔ اس سے احناف خاصکر فرقہ بریلوی کا کوئی تعلق نہیں۔

شروع شروع میں دونوں فرقوں کے لوگ اس میں اپنی اپنی طرز کے مطابق نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اور نہ صرف ایک ایک نماز کے لئے دو دو جماعتیں ہوتی رہی ہیں۔ بلکہ اذانیں بھی دو دو ہوتی رہی ہیں۔ آخر یہ تفریق بڑھتی چلی گئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی ہے۔ کہ حکومت کو دخل اندازی کرنی پڑی۔ اور پولیس نے کچھ عرصہ کے لئے مسجد کو تالہ بھی لگا دیا۔ اب یہ مسجد کھول دی گئی ہے۔ اور اہلحدیث کو اس کا قبضہ دے دیا گیا ہے۔ اس پر مرکزی جمیعت اہلحدیث مغربی پاکستان کی مجلس عاملہ نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء کو لائل پور کے ایک اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی ہے۔ جس کا ذکر الاعتصام کے اس ادارتی نوٹ میں کیا گیا ہے۔ جو ہم نے الفضل میں بلا تبصرہ نقل کیا ہے۔ قرارداد حسب ذیل ہے:۔

"مرکزی جمیعۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں مساجد کے سلسلہ میں جو اختلافات اور تنازعات ہو رہے ہیں۔ اس پر انتہائی تشویش اور دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ یہ صورت حال ایک طرف مسلمانان پاکستان کے اتحاد و اتفاق کے لئے تباہ کن اور مساجد کی تقدیس کے خلاف ہے۔ دوسری طرف لادینی تحریک کی اشاعت کے زمانہ میں دینی رجحان رکھنے والوں کے لئے تضحیک و تذلیل کا باعث ہے۔ اسی لئے یہ اجلاس تمام دینی جماعتوں بالخصوص جمیعۃ علماء اسلام اور جمیعۃ علماء پاکستان کے زعماء سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایک ایسا مشترک اجلاس طلب کریں جو مساجد کے تنازعات کے سلسلہ میں ایک ایسا سمجھوتہ مرتب کریں۔ جس پر تمام فرقے عمل پیرا ہو کر مساجد کی تقدیس اور مسلمانوں کے اتحاد کی تقویت کا باعث ہوں۔"

جیسا کہ ہم نے اوپر واضح کیا ہے۔ اہلحدیث اور بریلوی فرقہ کے درمیان جھگڑا نہایت تلخی کی حد تک پہنچ چکا ہوا ہے۔ اور دونوں اپنی اپنی جداگانہ مساجد رکھتے ہیں۔ اور سختی سے ایک دوسرے کو اپنی مسجد میں اپنی طرز پر نماز ادا کرنے سے روکتے ہیں۔ اکا دکا تو شاید نماز ادا کر بھی لے۔ لیکن یہ گوارا نہیں کیا جاتا۔ کہ مخالف فرقہ اپنی طرز پر نماز باجماعت ادا کر سکے۔ بعض مساجد پر تو ایک دوسرے کے خلاف ممانعت کے بورڈ لکھ کر لگا دئے گئے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کسی نے اس طرز سے اس مسجد میں نماز ادا نہ کی۔ جو اس فرقہ کے نزدیک صحیح ہے۔ تو ایسے شخص کو ضرر پہنچے گا وغیرہ وغیرہ۔

قرارداد متذکرہ بالا کی ضرورت جڑانوالے کی مسجد کے تلخ واقعات کی وجہ سے محسوس ہوئی ہے۔ ارکان نماز کے اختلافات صرف حنفی سکول اور اہلحدیث کے درمیان ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ سنّی اور شیعہ فرقوں کے درمیان ہیں۔ قرارداد اسی حد تک درست ہے۔ کہ آخر بعض مسلمانوں کے دل میں ایسی خطرناک صورت حال کا احساس تو پیدا ہوا ہے۔ جہاں تک شیعہ۔ سنّی اور حنفی اہلحدیث کے مابین نماز کے ارکان میں فقہی یا مسنون اختلافات کا تعلق ہے۔ یہ ہر فرقہ کے ذاتی عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کوئی فرقہ نہ تو ان اختلافات کو مٹانا پسند کر سکتا ہے۔ اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ کسی کو اپنے عقائد بدلنے پر مجبور کیا جائے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک میں سوا چند استثنائی مثالوں کے اکثر مساجد فرقہ دارانہ بناء پر تقسیم شدہ ہیں۔ اور نمازی اکثر اپنے فرقہ کی مسجد ہی میں نماز ادا کرتے ہیں۔ البتہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ مساجد کی ایسی مستثنیات بھی ہیں۔ کہ ان پر کسی خاص فرقہ کا تصرف نہیں ہے۔ اور جہاں ہر فرقہ کا پیرو اپنی طرز پر نماز ادا کر سکتا ہے۔ اصولاً یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تمام مساجد اسی طرح کھلی ہونی چاہئیں۔ اور اس پر کسی خاص فرقہ کا تصرف نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ ابھی اسلامی فرقوں میں رواداری کی ذہنیت بہت پست ہے۔ اس لئے اس وقت تک جب تک کہ رواداری کی روح پیدا نہ ہو۔ چاہیئے کہ مختلف مساجد کے فرقہ دارانہ تصرف کو نہ چھیڑا جائے۔ مگر پہلا اقدام یہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ مساجد سے فرقہ دارانہ بورڈ اتار دیئے جائیں۔ اور دوسرے فرقے والوں کو اگر جماعت کی نہیں تو کم از کم انفرادی طور پر اپنی طرز پر نماز پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہ کی جائے۔

یہ اقدام اسی صورت میں قابل عمل اور موثر ہو سکتا ہے۔ کہ ہم دوسرے کے عقائد میں دخل اندازی نہ کریں۔ اور جس طرح اس کے نزدیک نماز کے ارکان ثابت ہیں۔ اس طرح اسے نماز ادا کرنے دیں۔ اصل چیز نماز ہے۔ آج نمازیوں کی اسی قدر کمی ہو گئی ہے۔ کہ کسی کا نماز پڑھنا ہی بسا غنیمت ہے۔ تھوڑے سے فروق کی وجہ سے جو یقیناً فروعی ہیں۔ دوسروں پر قدغن لگانا پرلے درجہ کی تنگ دلی ہی نہیں بلکہ سرے سے نماز کی ہی مخالفت ہے۔ کیونکہ اکثر نازک مزاج لوگوں کا ایسے ہنگامے دیکھ کر نماز کیا اسلام سے ہی متنفر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ قرارداد کے یہ الفاظ واقعی بڑے عبرتناک ہیں۔ کہ

"یہ صورت حال ایک طرف مسلمانان پاکستان کے اتحاد و اتفاق کے لئے تباہ کن اور مساجد کی تقدیس کے خلاف ہے۔ دوسری طرف لادینی تحریک کی اشاعت کے زمانہ میں دینی رجحان رکھنے والوں کے لئے تضحیک و تذلیل کا باعث ہے۔"

بے شک مساجد کے متعلق یہ تنازعات جیسا کہ جڑانوالہ کی مسجد کے متعلق ہوئے ہیں۔ اور ان سے جس طرح فساد فی الارض کی وجوہات پیدا ہوئی ہیں۔ یہ بانی اسلام کو سخت بدنام کرنے والی ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ خطرناک تنازعات صرف مساجد سے ہی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ تمام قسم کے عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا میدان غیر محدود حد تک وسیع ہے۔ اسی لئے اہل علم حضرات کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے۔ کہ وہ مساجد کے متعلق ایسا سمجھوتہ کریں۔ کہ ان کے بارے میں تنازعات ختم ہو جائیں۔ یہ تو محض ایک ضمنی چیز ہے۔ اصل چیز یہ ہے۔ کہ ہمارے اہل علم حضرات کو اسلام کے اصول رواداری

لا اکراہ فی الدین

کو وسیع سے وسیع حد تک اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ رواداری کا بنیادی اصول ہے۔ جو اسلام نے نہایت صاف صاف الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جو دنیا میں حقیقی طور پر امن قائم کر سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ متعصب طبائع نے اس درخشاں اصول کو بھی تاریک کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اس کی ایسی ایسی سیاسی اور تنگ دلانہ تشریحات کی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے والی جگہوں کی تقدیس بھی ہمارے دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ اور ہم نماز جیسی چیز کو بھی جس کو حدیث میں معراج المومنین کہا گیا ہے۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

حیات بعد الممات کا فلسفہ

علوم جدیدہ کی روشنی میں

تقریر میجر ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب برموقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

(۴)

تکان کا رد

اس پر سوال ہو سکتا تھا کہ مانا اللہ تعالیٰ نے خلق اول کی ہے۔ وہ علیم اور قدیر بھی ہے۔ مگر شاید وہ اتنا عظیم کارخانہ عالم بنا کر تھک گیا ہو۔ کہ وہ دوبارہ خلق (بعث) پر قادر نہ ہو سکے۔ اس کا جواب بھی اسی سورہ یٰسین نے آخر میں دے دیا۔ فرمایا انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون کہ میرے کام کا طریق یہ نہیں۔ کہ کچھ ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے ہیں۔ بلکہ میں صرف کن کا فرمان جاری کر دیتا ہوں۔ پس میرے متعلق تکان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تکان تو جسم کو ہوتی ہے نہ روح کو

اس کے علاوہ متعدد مقامات پر تکان کا رد فرمایا ہے مثلاً فرمایا

افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبسٍ من خلق جدید (ق ۱۵)

اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقھن بقٰدر علیٰ ان یحیی الموتیٰ (احقاف ۳۳)

وما مسنا من لغوب

والسماء بنینٰھا باید وانا لموسعون (ذاریات)

ان سب میں تکان کا رد کیا ہے اور آخر میں نئی خلق پر قدرت کے ثبوت میں فرمایا۔ ہم تو اب بھی نئے ستارے بنا کر کائنات عالم (یونیورسل) کو پھیلا رہے ہیں۔ چنانچہ علم ہیئت کے ماہرین کا بیان ہے کہ کہکشاں Milky way میں نئے ستارے دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یونیورس وسیع ہو رہی ہے۔ اور اس بات کا ثبوت کہ یہ بعث پرانے ستاروں کو دھکیلنے کی وجہ سے نہیں ہے۔ اور اس کی کثافت میں فرق نہیں آرہا۔

خواب رویا اور کشوف سے بعث کا ثبوت

قرآن کریم نے عالم خواب اور رویا کو بھی بعث کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ جس کی لطیف تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمائی ہے کہ جس طرح جسم کے تغیرات جو روحانی ہوتے ہیں۔ متمثل ہو کر جسمانی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کئی خطرناک امراض اور کیفیات کا علم انسانی روح کے ذریعہ دماغ کو ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر زکام اور بلغمی تپ وغیرہ چڑھنے کو ہو تو انسان پانی میں تیرتا ہوا خواب میں دیکھتا ہے اسی طرح اگر جسم Adrenalin کی رطوبت زیادہ ہو جائے تو ڈراؤنی خوابیں آتی ہیں۔ اور اگر Pituitary کی رطوبت زیادہ ہو تو مزیدار خواب زیادہ آتے ہیں وغیرہ۔ اس پر اخروی زندگی میں اعمال سے متمثل ہو کر آنے کا قیاس کیا جاتا ہے فرمایا وھو الذی یتوفٰکم بالیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجل مسمّی ثم الیہ مرجعکم ثم ینبئکم بما کنتم تعملون (انعام ۷) اور وہی ذات پاک (اللہ) ہے جو تمہیں رات کو وفات دیتا (قبض روح) ہے۔ اور ان اثرات اور حالات کو نمایاں کر کے دکھا دیتا ہے تم کو (مراد خواب رویا) جو تم دن کو کماتے ہو پھر تم کو زندہ کر دیتا ہے (مراد صبح جاگی) تاکہ تم اجل مقدر کو پورا کر لو۔ پھر تمہارا اس کی طرف لوٹنا ہوگا۔ اور وہ خواب کی طرح تمہارے اعمال تم کو متمثل کر کے آخرت میں دکھائے گا۔

احادیث میں بھی جو دعائیں سونے سے قبل اور اٹھنے کے بعد پڑھنے کا حکم ہے۔ ان سے بھی بعث کے مضمون پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

خوابوں کے عجائبات

(۱) خواب میں وقت کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ احساس صرف کانشس مائنڈ (دماغ کے شعوری حصہ) کی خوبی ہے۔ تحت الشعور کو وقت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس کے لئے زمانہ بھی یکساں ہے۔ یعنے ماضی حال اور مستقبل سب برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح خواب میں فاصلہ جات اور کائنات (Space) کا شعور نہیں ہوتا۔ خواب میں سالوں کے واقعات فلم کی طرح ایک سیکنڈ میں دکھا دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ اتفاقی حادثہ اور ڈوبنے یا نزع کے وقت عمر بھر کے واقعات ایک سیکنڈ میں سامنے آجاتے ہیں۔ جو کہ حافظہ کے تیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی عمر بھر کے واقعات متمثل کر کے دکھا دیئے جائیں گے۔ جن کا فلم فضا میں محفوظ رکھا ہوگا۔ اسی کے متعلق فرقان حمید نے فرمایا ہے کہ فبصرک الیوم حدید کہ آج کے دن تیری نظر لوہے کی طرح تیز ہے۔ یعنے حافظہ معجزانہ طور پر تیز ہو گیا ہے۔

خواب محض خیال یا وہم نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت ہے۔ اور ایک نیا عالم ہے۔ جس کی سب حواس تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ کسی شے کے حقیقی ہونے کا ثبوت ہوا کرتا ہے خیال کی اگر ایک حس تصدیق کرے۔ تو باقی حواس اس کو رد کر دیتے ہیں خواب کے ایک مسلمہ حقیقت ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ خواب اور کشف کا جسم پر نمایاں اثر ہوتا ہے۔ کئی امراض خواب کے ذریعہ لگ جاتے ہیں۔ اور کئی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ کشفی نظارے بھوک پیاس دور کر دیتے ہیں۔ مثلاً روزہ کی حالت میں کشف میں کچھ کھلایا پلایا جائے۔ تو اس سے بھوک پیاس دور ہو جاتی ہے۔

بعث کے عقیدہ پر اعتراضات

بعث کے منکرین کہا کرتے ہیں کہ اخروی زندگی وہم ہے اور یہ محض انسان کی حب بقا کی فطری خواہش کے جذبہ کے ماتحت کہ ایک کوئی مقام ہو جہاں انسان ہمیشہ رہ سکے۔ اور دکھ درد وغیرہ نہ ہو۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ شخصی بقا ناممکن ہے۔ ہاں نوعی بقا ہو سکتا ہے۔ یعنے افراد کو ابدی زندگی نہیں مل سکتی۔ البتہ انسان اپنی اولاد اور نسل کے ذریعہ دنیا میں زندہ رہتا ہے یا اپنے نیک کاموں کی وجہ سے یا ملک قوم اور دین کے لئے شہادت کی وجہ سے زندہ جاوید بن سکتا ہے۔ نہ کہ شخصی اور ذاتی بقا سے۔

بعض کا خیال ہے کہ مادی دنیا جنت بن جائے گی۔ یعنے اس جہان میں سے دکھ درد مٹ جائے گا۔ اور انسان ابدی زندگی پائے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ انسانی روح کو لامحدود ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسانی دماغ ایک عرصہ کے بعد اس قابل نہیں رہتا کہ وہ روح کی صفات کا اظہار کر سکے۔ یا نئے علوم سیکھ سکے۔ اس لئے اس پرانے چولہ کو اتارنا ضروری ہے۔ اور نقل مکانی (موت) روحانی ارتقا کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے مرنا پڑتا ہے۔ اخروی زندگی وہم نہیں ہے۔ بلکہ یہ زندگی شاید وہم اور خواب ثابت ہو۔ صاحب تجربہ (کشوف) جانتے ہیں۔ کہ اس دنیا کے متعلق شک ہو سکتا ہے۔ مگر اخروی زندگی اصل زندگی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون۔ حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا لوگ سو رہے ہیں مرنے کے بعد جاگ اٹھیں گے۔

دماغ کا ذاتی فعل غور و فکر نہیں

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انسانی دماغ کا حواس سب کا مرکز ہے۔ اور اسی پر ہوش و حواس۔ علوم، عقل غور و فکر وغیرہ کا مدار ہے۔ جب یہ مرنے کے بعد قبر میں مٹی ہو جائے گا۔ تو اخروی زندگی کس طرح ممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ثابت شدہ امر نہیں کہ احساس خیال فکر اور ہوش و حواس وغیرہ دماغ کی صفت ہے یا اس کا ذاتی فعل ہے۔ جس کو پروڈکٹیو (Productive) فعل کہتے ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس کا Transmissal

فعل ہو۔ یعنی دماغ کسی اور شے (روح) کی صفات کو منعکس کر رہا ہو۔ (جس طرح چاند سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے) اور دماغ محض روح کا آلہ ہو۔ جس سے وہ کام لیتی ہے۔

رجوع موتیٰ

حقیقی مُردے واپس نہیں آ سکتے۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مر کر واپس آئے۔ اور انہوں نے اگلے جہان کی تصدیق نہیں کی۔ وہ بظاہر مردہ تھے۔ اور محض سکتہ یا غشی کی حالت تھی۔ پس ان کی عدم شہادت سے اخروی زندگی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

روح کی حقیقت

بعث بعد الموت کے عقیدہ کے متعلق سب سے اہم سوال روح کی حقیقت کا ہے۔ بعض حکماء روح کی ہستی کے ہی منکر ہیں۔ بعض اس کو ازلی مانتے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ ارواح کا کوئی ذخیرہ عرش پر ہے۔ اور وہاں سے ایک ایک روح عورت کے رحم میں داخل کر دی جاتی ہے۔ یونان کے حکماء میں سے افلاطون اور بقراط روح کی ہستی کے قائل تھے۔ یونانی زبان میں تو روح کے لئے وہی لفظ ہے۔ جو عربی لفظ نفس کا بگڑا ہوا ہے۔ یعنی نوس (Nous) روح کی ہستی کے اب مغربی فلاسفر بھی قائل ہو رہے ہیں۔ اور اس کی صفات کے متعلق ریسرچ ہو رہی ہے۔ اسلامی فلاسفروں پر یونانی فلسفہ کا کافی اثر ہوا تھا۔ چنانچہ متکلمین کا عقیدہ تھا۔ کہ روح مادی شے ہے۔ اور جسم کی موت کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتی ہے۔ مجوسی کلچر کا بھی ان پر کافی اثر رہا ہے۔ صرف علامہ ابن خلدون نے کوشش کی تھی۔ کہ ماڈرن طریق پر روح کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ سید جمال الدین صاحب افغانی نے بھی اس مسئلے پر ایک حد تک روشنی ڈالی ہے مگر حق تو یہ ہے۔ کہ جس طرز پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روح کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ وہ لاریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی مامور من اللہ اور صاحب الہام اور کشوف کا ہی کام ہو سکتا تھا۔ حضرت امام غزالی رح کے نزدیک انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک روح حیوانی جو دوسرے حیوانات میں بھی ہے۔ اور دوسری روح انسانی جو صرف انسانوں میں ہے۔ جسم روح کے لئے بطور سواری یا مکان کے ہے۔ جب شکار کر لیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ تو سواری سے اتر جانا بہتر ہے اور صید کا دام

(دجال) اٹھائے پھرنا سعی لاحاصل ہے۔

روح کی دو مخصوص صفات ہیں۔ جن میں کوئی حیوان شریک نہیں۔ اور وہ عقل اور اخلاق ہیں۔ اور یہ بھی انسانی جسم میں روح کے وجود کا ثبوت ہیں۔

روح زمانہ (وقت) اکاش اور جہات کی پابندیوں سے آزاد ہے۔ وقت کا احساس صرف دماغ کے شعوری حصہ کو ہے۔ اور یہ بھی ایک مصنوعی شے ہے۔ حقیقی اور مطلق وقت کوئی شے نہیں۔ نہ ہی یہ ازلی ہے۔ وقت بھی مخلوق اور حادث ہے۔ خواب کی طرح برزخ میں بھی وقت کا احساس نہ ہوگا۔ جس طرح اس سے قبل جنین کو رحم مادر میں نہ تھا۔ وقت کا احساس اسی جہان میں گردش زمین اور اشیاء پر عناصر کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ کہ ایک چیز یا جان ایک عرصہ کے بعد بوسیدہ یا بوڑھی ہو جاتی ہے۔ مگر آخرت میں یہ تغیرات نہ ہوں گے۔ بلکہ سب جوان ہوں گے۔ اور جوان ہی رہیں گے۔ حدیث قدسی ہے۔

لاتسبوا الدھر انی انا الدھر اقلب اللیل والنھار۔ پس دہر کو کوسنا جہالت ہے۔ زمانہ آپ کی قسمت نہیں بناتا نہ بدلتا ہے۔ دہر کا خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ اور قانون قدرت کے نتیجہ میں وقت پیدا ہوتا ہے۔ قیامت کو نظام شمسی تباہ ہو گا۔ تو ساتھ ہی وقت بھی فنا ہو جائیگا۔ یہ خدا کا شریک کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہی اکاش اور جہات کا حشر ہوگا۔

روح کی پیدائش

روح مخلوق ہے۔ اور اس کی ماں جسم ہے۔ یہ جسم کے اندر سے ہی خاص تبدیلیوں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ پہلے اس کا الگ وجود نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ جسم کی صفت ہی ہوتی ہے۔ مگر بعد میں اس کا الگ وجود بن جاتا ہے۔ جو جسم سے الگ ہو کر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ آیت قرآنی ثم انشانٰہ خلقا اٰخر۔ میں خلقاً کو نکرہ رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح تازہ بنائی جاتی ہے۔ اور کوئی تیار شدہ شے عرش سے بلائی نہیں جاتی۔ ورنہ اس کو معرفہ رکھا جاتا۔ اور خلقاً الاٰخر کہا جاتا۔ نکرہ رکھنے میں روح کی عظمت اور شان کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم) روح میں سب صفات ہیں۔ مگر وہ اس مادی دنیا میں اپنی صفات کے اظہار اور حفاظت کے لئے

ایک مادی جسم کی محتاج ہے۔ جس طرح بجلی میں سب طاقتیں ہیں۔ مگر وہ بغیر مادی توسط (پنکھا۔ بلب وغیرہ کے) ان صفات کا اظہار نہیں کر سکتی کیونکہ وہ لطیف شے ہے۔ پس یہ خیال کہ جسم کی وفات کے بعد روح بھی فنا ہو جاتی ہے۔ غلط ہے۔ کیونکہ روح جسم کی صفت ہی ہے۔ جو موصوف سے جدا نہ ہو سکے۔ جس طرح کاغذ کی سفیدی کاغذ سے الگ نہیں ہو سکتی۔ مٹی میں دبانے یا جلانے سے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے۔

روح کا بقا

روح انسانی کو اپنی ذات میں بقا نہیں۔ کیونکہ وہ بھی ہر مخلوق شے کی طرح فانی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی صفت قیوم اس کو فنا سے بچا سکتی ہے۔ روح وقت اور اکاش کی پابندیوں سے آزاد ہے۔ اور یہ بھی اس کی بقاء کا ثبوت ہے۔ خواب کی کیفیات اس پر شاہد ہیں۔ انسانی جسم کے ذرات ہر آن بدلتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر ۳ یا ۷ سال کے بعد جسم انسانی مکمل طور پر بدل جاتا ہے۔ پس انسان کی حقیقت اس کا جسم نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اور شے ہے۔ جو غیر متبدل ہے۔ چنانچہ دماغ کے خاص ذرات cells کو بھی فنا نہیں۔ وہ ۶۰ — ۷۰ کروڑ ہیں۔ اور مرتے دم تک وہی رہتے ہیں۔ (نئے پیدا نہیں ہو سکتے۔) سوائے اس کے کہ چوٹ سے ضائع ہو جائیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ روح کا دماغ کے ایک لافانی حصہ سے تعلق ہے۔ جو روح کے ساتھ ہی محفوظ کیا جائے گا۔ اور تمام اعمال کا ریکارڈ بھی اس کے اندر جمع ہوگا۔

موت کی حقیقت

موت کیا ہے۔ یہ حرکت قلب یا سانس کے بند ہو جانے کا نام نہیں۔ یہ تو موت کی علامات یا نتیجہ ہیں۔ جن کو سبب سمجھا جاتا ہے۔ اصل میں موت روح کے جسم سے مکمل اور مستقل طور پر جدا ہو جانے کا نام ہے۔ جس کی علامت حرکت قلب اور دوران خون کا بند ہو جانا ہے۔ موت کے ظاہری اسباب مثلاً جراثیم۔ چوٹ یا زہر وغیرہ جو ہیں۔ یہ بھی حقیقی سبب نہیں۔ بلکہ موجبات ہیں۔ جو جسم کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔ اور روح کا یہ مکان (یا سواری) اس قابل نہیں رہتا۔ کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی صفات کا اظہار کر سکے۔ یا اس پر سوار ہو کر اپنے مولا کے قرب کی راہوں پر چل سکے۔ یعنی "مودۃً فی القربیٰ" کر سکے۔ اس لئے وہ اس ناکارہ اور بوسیدہ مکان (جسم) کو چھوڑ کر نیا مکان تلاش کر لیتی ہے۔ اور اسی انتقالِ مکانی کا نام موت ہے۔ (باقی)

تحریک جدید کی شان

تحریک جدید کا جہاد وہ شان رکھتا ہے۔ کہ اس میں اخلاص سے حصہ لینے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام عطا فرمائیگا۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء کے لئے اور اس کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لئے اسمیں حصہ لیا ہے اور یہی وہ پانچ ہزاری فوج ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے میں حصہ لے رہی ہے (امیر المومنین ایدہ اللہ)

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

(صفحہ ۲ سے آگے)

باہم سر پھٹول کا ذریعہ بنانے سے شرم نہیں کرتے۔

آخر میں ہم یہ ضرور کہیں گے۔ کہ جب تک بنیادی طور پر باہم رواداری کا جذبہ پیدا نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک ایسے سمجھوتے کوئی مفید نتیجہ کے حامل نہیں ہوں گے۔ اور اگر اسلام کے اصول کی تنگ دلانہ تشریحات کی جائیں گی۔ اور اس کو خاص فرقوں تک محدود کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تو یہ اصول کبھی پھول پھل نہیں سکے گا۔ اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی روح کبھی پنپ نہیں سکے گی۔ یہ اصول جاودانی اور عالمگیر وسعت رکھتا ہے۔ اور کسی استثناء کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یا تو پوری طرح اسکی پابندی ہوگی۔ اور یا بالکل نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو ہی قرار دیا ہے

اس عظیم الشّان پیشگوئی کے ظہور سے متعلق اہل پیغام کی غلط روش اور اس کا تجزیہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر مکرّم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی تقریر

(۲)

مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم نے جلسۂ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء کے پہلے اجلاس میں پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر جو تقریر کی تھی اس کے خلاصے کی پہلی قسط ۶ رجنوری ۱۹۵۶ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ آج اس کی دوسری قسط درج ذیل کی جا رہی ہے:۔

الہامی تشریحات

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ پڑھنے کے بعد مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے واضح کیا کہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے متعلق بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسب ذیل امور بتائے گئے۔

۱۔ الہامی عبارت میں دو سعید بیٹوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے "خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے" سے لے کر "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" تک کے الفاظ پہلے بچہ کے متعلق ہیں۔ جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے گا۔ باقی تمام پیشگوئی مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق ہے جو عمر پانے والا ہوگا۔ چنانچہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے سبز اشتہار میں حضور علیہ السلام نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

(ا) "خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے"

(ب) "بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے"

(ج) "دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے۔ کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے"۔

۲۔ عمر پانے والا بیٹا جو مصلح موعود ہوگا اور پیشگوئی میں بیان کردہ جملہ صفات کا حامل ہوگا۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے بعد نو سال کے اندر اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ جب پیشگوئی مصلح موعود کی اشاعت پر لیکھرام نے یہ کہا کہ مرزا صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ جسے انہوں نے چھپا رکھا ہے وہ ایک روز میں وہ اسے نکال کر دکھا دیں گے اور کہدیں گے کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو جواب میں ایک اشتہار شائع فرمایا اور اس میں لکھا ہم عام اشتہار دیتے ہیں کہ بجز دو لڑکوں کے جن کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ ہے (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب) کوئی لڑکا نہیں ہے۔ نیز آپ نے اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ وہ پسر موعود کب پیدا ہوگا۔ مزید تحریر فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔

مصلح موعود کی پیدائش

چنانچہ پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ اور ان کی الہامی تشریحات کے موافق ایسا ہی ظہور میں آیا پہلے ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو بشیر اول کی پیدائش ہوئی اور وہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں وفات پا گئے۔ کیونکہ الہام میں بتایا گیا تھا خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ سو وہ مہمان کی حیثیت سے ہی آئے اور نو عمری میں وفات پا گئے۔ ان کی پیدائش سے قبل ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔ "ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا"۔ نیز حضور نے پوری تحدی سے یہ بھی اعلان کیا کہ میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا اگر وقت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو پورا نہیں کرے گا۔ جب تک کہ اپنے وعدے کو پورا نہ کر لے۔ چنانچہ بشیر اول کی وفات کے بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی ولادت باسعادت ہوئی ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلیفۃ المسیح اول حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا خط تحریر فرمایا کہ یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں خبر دی ہے کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشآء چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے وجود باجود میں یہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوتے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور دنیا پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا۔ جو آپ کے مصلح موعود ہونے کا ایک نیا ثبوت اور نیا نشان نہ ظاہر کرتا ہو۔ آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ قومیں آپ سے برکت پا رہی ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر اور تراجم کے ذریعہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے۔ دنیا کا کونسا خطہ اور کونسا علاقہ ہے۔ جہاں آپ کے ذریعہ خدا کے واحد اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی منادی نہیں ہو رہی۔ اور ایک دنیا ہے کہ اسلام کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کا ایک ایک لفظ آپ کے مقدس وجود میں پورا ہو چکا ہے۔ اور ہر روز نئے نئے رنگ اور نئے نئے طریق پر پورا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور اس پیشگوئی کی عظمت دوسروں پر بھی نہایت مہتم بالشان طریق پر آشکار ہوتی جا رہی ہے

اہل پیغام کی روش

پیشگوئی مصلح موعود کا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ الودود کے مقدس وجود میں پورا ہونا ثابت کرنے کے بعد مکرم خادم صاحب نے اہل پیغام کی روش پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح یہ لوگ پیشگوئی کے اصل الفاظ اور اس کی الہامی تشریحات کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ بیٹا تو روحانی بھی ہو سکتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں جس بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے لازمی طور پر اس سے جسمانی بیٹا ہی مراد ہو۔ یہ عجیب استدلال ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے الہام میں فرماتا ہے کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا اور غیر مبائعین کہتے ہیں۔ نہیں نہیں اس سے مراد صلبی بیٹا نہیں بلکہ روحانی بیٹا مراد ہے۔ جو دو تین سو سال بعد پیدا ہوگا۔ میں ان لوگوں سے کہا کرتا ہوں تمہارے نزدیک تو نبی سے مراد غیر نبی رسول سے مراد غیر رسول اور صلبی سے مراد غیر صلبی ہے تم نے تو خواہ کچھ ہی الٹ معنے مراد لینے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں بھی تو ایسی بشارتیں بیان ہوئی ہیں۔ ان کے متعلق بھی کیا آپ لوگ یہی منطق استعمال کریں گے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا:۔ یٰزکریا انا

(باقی ص پر)

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے

جہادِ کبیر میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے مجاہدین کے

مخلصانہ مکتوبات کا خلاصہ

ذیل میں ان احباب کے مخلصانہ مکتوبات کا خلاصہ دیا جا رہا ہے جن کے وعدے تحریک جدید کے جہادِ کبیر میں نہایت شاندار اور ان کی شاندار اور غیر معمولی قربانی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ دفتر ان کا اعلان اس لئے کر رہا ہے کہ وہ احباب جو تحریک جدید میں اپنی ماہوار آمد کے لحاظ سے کم حصہ لے رہے ہیں۔ وہ بھی اس میں اپنی موجودہ حالت کے مطابق وعدے شاندار اور نمایاں اضافہ سے کریں۔ اس لئے کہ:۔

"یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اسے ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی ان کو بھی دور کر دے گا اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا اس لئے کہ

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا"

پس اے تحریک جدید میں حصہ لینے والو خوب یاد رکھو کہ موجودہ فتنہ ضرور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناکام و نامراد ہوگا کیونکہ یہ آسمان سے نہیں بلکہ زمینی لوگ اسے ہوا دے رہے ہیں۔ لیکن وہ جو آسمانی اور روحانی لوگ ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے لئے شاندار قربانی اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ پس

"مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔"

سن لو! تحریک جدید ایک ایسا فنڈ ہے کہ اس فنڈ کے قیام میں جن لوگوں کا حصہ ہوگا یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کو قیامت تک ثواب عطا فرماتا رہیگا۔ کیونکہ اس فنڈ سے قیامت تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہے گی۔ اور قیامت تک مسلمان ہونے والوں اور احمدیت میں شامل ہونے والوں کا ثواب اس تحریک میں شامل ہونے والوں کو ملتا رہے گا۔

یہ اتنے بڑے فخر کی بات ہے اگر احباب اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تو ان کو ان کی قربانیاں حقیر نظر آئیں گی۔ چونکہ بعض اوقات بعض احباب دوسروں کی قربانیوں کو دیکھ کر ان کو بھی نیک کام کی تحریک ہوتی ہے اس لئے ذیل میں فہرست دی جاتی ہے تا وہ جو کم قربانی کر رہے ہیں یا ابھی تک وہ اس اہم تحریک میں شامل نہیں ہوئے وہ بھی شامل ہوں۔

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا میاں بشیر احمد صاحب نے حضور کا خطبہ سن کر اپنا وعدہ -/۷۵۰ روپے کا پیش حضور فرمایا تھا اور جمعہ کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں اپنے وعدہ میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے میرا وعدہ لکھ کر اطلاع دیں کہ کس قدر کیا تھا۔ آپ نے اسے -/۵۰ کا اضافہ فرما کر -/۸۰۰ کا وعدہ فرمایا۔ وعدہ حضور میں پیش کیا گیا جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء۔

احباب کو یاد رہے کہ حضرت میاں صاحب شروع تحریک سے ہی ہر سال پہلے سال سے شاندار اضافہ سے وعدہ فرماتے اور حتی الوسع ابتدائے سال یا نصف سال تک ادا فرماتے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیش از بیش قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۲) مشرقی پاکستان ڈھاکہ سے سیکرٹری مال مولوی محمد سلیمان صاحب اپنے آقا کے حضور اپنے مخلصانہ جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے اور اس سال کے لئے دفتر دوم میں اپنا وعدہ گذشتہ سال سے چار گنا کر کے ایک ہزار روپیہ کا پیش فرماتے ہیں۔ حضور کا فرمودہ خطبہ جمعہ جو یکم دسمبر ۱۹۵۶ء کے اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے پڑھا اس میں جب حضور کے یہ الفاظ پڑھے کہ

"دشمن نے یہ پراپیگنڈا شروع کیا ہوا ہے کہ اب جماعت احمدیہ میں بغاوت پیدا ہوگئی ہے اور جماعت کے نوجوان خلیفہ سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں" تو دل پر ایک گہری چوٹ لگی اور ندامت سے سر جھک گیا کہ کسی منافق اور ذلیل نوجوان کی مکروہ حرکات نے دشمنوں کو اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے ہم حضور کے آگے عہد کرتے ہیں کہ دشمن خلافت اپنے اس ناپاک پروپیگنڈا میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ معاندین خلافت نے شمع خلافت کے پروانوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ ان کو سمجھنے میں سخت ٹھوکر لگی ہے۔

جماعت احمدیہ کے نوجوان خلافت کی حفاظت کے لئے ان مضبوط اور پختہ اینٹوں کا کام دیں گے۔ جن پر سلسلہ کی عمارت کھڑی کی جائے گی

میرے آقا! مطاع!!! میں نے پچھلے سال -/۲۵۰ روپیہ تحریک جدید میں دیا تھا اور اس سال کے لئے -/۳۰۰ کا وعدہ جماعت میں لکھوایا تھا۔ لیکن حضور کے اس خطبہ کے پڑھنے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے وعدہ کو فی الحال (-/۱۰۰۰) ایک ہزار بڑھا دوں اللہ تعالیٰ مجھے اس کی ادائیگی کی جلد از جلد توفیق دے۔ میرے آقا! میری نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تو میں اس وعدہ کو اور بھی بڑھا دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

آخر میں مشرقی پاکستان کے نوجوانوں کی طرف سے یہ عرض ہے کہ:

میرے آقا! ہم اپنی مالی قربانیوں سے ان جھوٹا اور پر فریب پروپیگنڈا کرنے والوں کو ذلیل اور شرمندہ کریں گے اور حضور کی ہر تحریک پر لبیک لبیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے بیش از بیش قربانیوں کے لئے تیار رہیں گے۔ آخر میں حضور سے درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور مشرقی پاکستان کے ہر احمدی کو خلافت کی ہر آواز پر زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی توفیق دے۔ مشرقی پاکستان کی جماعتوں سے ان کے دفتر اول و دفتر دوم کے وعدے ابھی آنے والے ہیں۔ ان کے ایک نوجوان کا اخلاص اور مشرقی پاکستان کے نوجوانوں کی طرف سے شاندار اور غیر معمولی اضافہ سے وعدوں کا یقین پیش کرتے ہوئے امید ہے کہ اس سال کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر بنگالی احباب کرام کی قربانیاں بھی دشمن کو شرمندہ اور ناکام و نامراد ثابت کریں گی۔

(۳) جماعت نور آباد ضلع نوابشاہ سندھ کے پریذیڈنٹ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے گذشتہ سال میں -/۲۰ کی رقم کا وعدہ کر کے ادا کر چکا ہوں۔ لیکن اب نئے سال میں سلسلہ کی اہم تبلیغی ضرورت کے پیش نظر ایک سو روپیہ جلد از جلد ادا کر دوں گا انشاء اللہ اور یہ وعدہ گذشتہ سال کے مقابلہ میں پانچ گنا ہے۔

(۴) کراچی کے ایک دوست جو اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے گذشتہ سال دو ہزار کا وعدہ کر کے اڑھائی ہزار یعنی پانچ سو روپیہ بڑھا کر ادا فرمایا تھا۔ اور قریباً شروع سال میں ادا فرمایا تھا وہ اس سال میں -/۲۶۵۰ کا وعدہ کرتے ہیں اور وعدہ کے ساتھ ہی ادا بھی فرما دیا۔ نیز فرمایا اس میں مزید اضافہ کر کے دیا جائے گا۔

(۵) کراچی کے اردو پرائمری کے ہیڈ ماسٹر امین الدین عباسی لکھتے ہیں۔ حضور کا خطبہ ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء مطبوعہ یکم دسمبر ۱۹۵۶ء پڑھا کہ۔

"غرض یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دن ہیں ان کو وسیع کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو تا اللہ تعالیٰ تمہاری حقیر کوششوں کو قبول کرے اور اپنے وسیع انعاموں کو وسیع تر کرتا جائے۔"

"تم غریب ہو اور کمزور ہو۔ تم نے اپنی غربت اور کمزوری کے مطابق ہی قربانی کرنی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ واسع اور رزاق ہے اس لئے اپنے واسع اور رزاق ہونے کے لحاظ سے انعام دیتا ہے۔"

"پس خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرو۔"

"خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے خوشیوں کے دن مقدر کر رکھے ہیں۔ لیکن ان خوشیوں کے دنوں کو زیادہ سے زیادہ قریب لانے کے لئے تمہیں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے تا جلد سے جلد ہماری فتح کے دن آئیں اور دشمن روسیاہ ہو۔"

تو آنسو جاری ہو گئے اور پرنم آنکھوں نے زبان کو حرکت دی اور بار بار درود شریف پڑھا اور حضور کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی اور زیادہ سے زیادہ تحریک جدید کی قربانی میں حصہ لینے کی دعا مانگی۔

کئی روز طبیعت میں کشمکش رہی کہ توفیق ملنے پر وعدہ سال ۲۳ میں جو بمع والدہ و اہل و عیال -/۴۱ لکھوایا ہے۔ اس میں اضافہ کر دیا جائیگا لیکن دل ملامت کرتا تھا کہ کیا اس واسع اور رزاق کو آزمانا چاہتا ہے۔ بالآخر آج رات ایک خواب کی بنا پر جس میں غیب سے توفیق ملنے کا عجیب نظارہ دکھایا گیا یہ کشمکش دور ہوئی۔ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے -/۶۱ کے وعدے کو -/۱۲۰ کرتا ہوں۔ جو گذشتہ سال سے دو گنا ہے۔ اور حضور کی خدمت میں نہایت ادب سے اپنے اہل و عیال اور بچے بشیر الدین عباسی کے لئے جو وقف زندگی کر چکا ہے۔ حضور سے درخواست دعا ہے۔

(باقی)

"اسلام دنیا میں کیسے پھیلا؟"

منقول از روزنامہ انجام کراچی مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۵۶ء

عیسائی مورخین اسلام کو عیسائیت کے لئے ایک شدید خطرہ خیال کرتے ہوئے اس کے خلاف یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ دنیا میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ صدیوں تک مخالفین اسلام اس الزام سے متاثر رہے لیکن جب علوم حکمت و سائنس نے ترقی کی تو اس ترقی کے ساتھ ساتھ ان کے خیالات بھی بدلنا شروع ہو گئے۔ چنانچہ مغربی علماء اور مورخین نے اسلام کی خوبیوں اور اس کی غرض و غایت پر غور کرنے کے بعد خود ہی اسلام کو ان تمام الزامات سے مبرا کر دیا جو صدیوں تک ان کے ذہن نشین تھے۔ چنانچہ عیسائی مورخ ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب "پریچنگ آف اسلام" اس پر شاہد ہے

تاریخ کا مقصد محض یہی ہے کہ قوموں اور قبیلوں کے اعمال کو غیر جانبداری سے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ عالمی تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس نے تمام بنی نوع انسان کو ظلم و استبداد سے بچا کر امن اور سلامتی کی نعمت سے سرفراز کیا اور ان کے دلوں کو بغض و نفاق اور تکبر کی کدورت سے صاف کر کے اس کی جگہ حریت و محبت اور اتحاد و الفت کو پیدا کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے پیغمبر یہ لوگ جو تمہاری نسبت کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ اور تم ان پر حاکم جابر نہیں ہو کہ زبردستی ان کو مسلمان کرو تمہارا کام تو یہ ہے کہ جو شخص ہمارے عذاب سے ڈرتا ہے۔ ان کو قرآن پاک سنا کر سمجھاتے رہو (پ ۲۶ سورہ ق)

اب مخالفین اسلام غور فرمائیں کہ اسلام کا کس قدر منصفانہ اور مخلصانہ فیصلہ ہے۔ یہ ایک عالمگیر فیصلہ ہے جو ہر انسان کے لئے مساویانہ درجہ رکھتا ہے۔ اور کسی کے حق خود ارادیت کو تباہ نہیں ہونے دیتا اگر ہمارے غیر مسلم بھائی جہاد کو ظلم و جہالت کی رسم سمجھتے ہیں۔ تو یہ لوگ اسلامی جہاد کے مقصد کو سمجھنے میں قطعاً ناکام رہے ہیں۔

دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے جب بھی تلوار اٹھائی ہے محض اپنے امن اور سلامتی کے تحفظ کی خاطر نہ کہ ملک گیری و جاہ و جلال اور مال و دولت اور حرص کی غرض سے اسلام کا یہ دستور

ہے کہ دشمنوں سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ جب سامنا ہو جائے تو صبر سے کام لو یعنی اپنے مخالفین کو ہر ممکن طریقہ سے سمجھاؤ۔ اگر تمہارا دشمن کسی طرح سے بھی اپنی بد حرکات سے باز نہ آئے اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے پر ہی تلا ہوا ہو تو فان قاتلوکم فاقتلوھم یعنی اگر وہ تمہیں قتل کریں تو تم بھی ان کو قتل کرو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے کہ دنیا کو غارتگری اور خونریزی سے لالہ زار بنایا جائے بلکہ اپنے امن اور سلامتی کے تحفظ کی خاطر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت دی ہے اور دنیا کی کوئی بھی مہذب قوم اسے خلاف فطرت قرار نہیں دے سکتی

اب آپ عہد فاروقیؓ پر غور فرمائیں کہ ابو عبیدہؓ کو شام کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمان بھیجا۔ اس میں یہ الفاظ تحریر تھے

ترجمہ۔ مسلمانوں کو منع کرو کہ ذمیوں پر ظلم نہ کریں اور ان کو نقصان نہ پہنچائیں۔ نہ ان کا مال بے وجہ کھائیں اور جس قدر شرطیں تم نے ان سے کی ہیں سب وفا کرو۔

(۲) حضرت حذیفہؓ نے ماہ دیناروں کو جو تحریر لکھی تھی اس میں یہ الفاظ تھے

ترجمہ:۔ ان کا مذہب نہ بدلا جائے گا۔ اور نہ ان کے مذہبی امور میں کچھ دست اندازی کی جائے گی (۳) حضرت خالد بن ولیدؓ کی حیرہ کی فتح میں جو معاہدہ لکھا گیا اس میں یہ الفاظ تھے۔ ترجمہ:۔ اور میں نے ان کو یہ حق دیا کہ اگر کوئی بوڑھا کام کرنے سے عاجز ہو جائے یا اس پر کوئی آفت آئے یا پہلے وہ دولت مند تھا پھر غریب ہو گیا اور اسی وجہ سے اس کے ہم مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو اس کا جزیہ موقوف کر دیا جائیگا اور اس کو اور اس کی اولاد کو مسلمانوں کے بیت المال سے نفقہ دیا جائے گا۔ جب تک وہ مسلمانوں کے ملک میں رہے۔

(۴) عہد فاروق اعظمؓ میں عیسائیوں کو اس قدر آزادی تھی کہ ان کو گرجے بنانے اور شراب بیچنے، صلیب نکالنے اور ناقوس بجانے تک کی اجازت تھی۔ مگر ان سے یہ شرط تھی کہ وہ مسلمانوں کی مجلس میں صلیب نہ نکالیں اور نماز کے وقت ناقوس نہ بجائیں اور

(۵) اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ خلیفہ مسلمین کو مرتے دم تک بھی یہی خیال ملحوظ رہا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے وفات کے قریب اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لئے ایک مفصل وصیت فرمائی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ترجمہ:۔ یعنی میں ان لوگوں کے حقوق میں وصیت کرتا ہوں۔۔۔ جن کو خدا اور رسول کا ذمہ دیا گیا ہے (یعنی ذمی) کہ ان سے جو عہد ہے وہ پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

ان واقعات کا علم ہو جانے کے بعد کیا اب بھی کوئی اعتراض باقی رہ جاتا ہے؟

اگر اسلام میں دین کے معاملہ میں زبردستی جائز ہوتی تو یقیناً دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے ہندوستان جہاں مسلمانوں نے مسلسل نو سو برس حکومت کی ہے وہاں پر ایک بھی غیر مسلم نظر نہ آتا۔ اورنگزیب پر ہندو خصوصیت کے ساتھ مذہبی تعصب کا الزام عائد کرتے ہیں۔ تاریخ ہند شاہد ہے کہ اورنگزیب نے ہندوؤں کو وزارت اور سپہ سالاری کے منصب عطا کر رکھے تھے۔

اکبر کی بیوی جودھا بائی مرتے دم تک ہندو دھرم پر قائم رہی اور شاہی محل کے اندر بھی اس نے ایک چھوٹا سا مندر بنا رکھا تھا۔ محمود غزنوی نے پنجاب میں جو سکہ رائج کیا اس کے ایک طرف سنسکرت کے حروف کندہ تھے اور محمود غزنوی کے بیٹے نے جگ ناتھ نامی ایک ہندو کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور جہانگیر اور سراج الدولہ کی ہولی تو مشہور ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبہ دلی و آگرہ جو صدیوں مغلیہ دور حکومت کے دارالخلافہ رہے اگر تشدد سے کام لیا جاتا تو ان صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت کیسے قائم رہ سکتی تھی اس کی وجہ یہی ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملہ میں

زبردستی نہیں ہے، کے تحت مسلمانوں نے دینی امور میں کسی قوم پر سختی نہیں کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے بلند اخلاق کا اثر تھا کہ اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر غیر مسلموں نے داخل اسلام ہونے کو اپنی سعادت سمجھا۔

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ صلح اور امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتا ہے

ترجمہ:۔ اے پیغمبر اگر غیر مسلم صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی ان کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ وہی سب کچھ سنتا اور جانتا ہے اور اگر ان کا ارادہ تم سے دغا کرنے کا بھی ہو تا ہم تم کچھ پرواہ نہ کرو۔ اللہ تم کو کافی ہے (سورہ انفال پارہ ۱۰)

خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخالفین کے ساتھ اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! مسلمانوں کو سمجھاؤ کہ مخالفین اسلام سے اگر کوئی بات کہیں تو ایسی کہیں کہ وہ اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو۔ کیونکہ شیطان سخت بات کہلوا کر لوگوں میں فساد ڈلواتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

مسلمانوں کی حکمت عملی کوئی سیاسی چال نہیں تھی بلکہ یہ حکمت عملی قرآن پاک اور حضور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ حسنہ پر مبنی تھی۔ اس لئے انہوں نے مذہبی آزادی کو برقرار رکھا اور حکومت کا ایسا نظام قائم کیا جس میں بلا امتیاز ہر شہری کے حقوق محفوظ تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جبر و تشدد سے کام لینے کے جو من گھڑت افسانے تراشے گئے ہیں وہ تاریخی و احادیث اور قرآنی شہادت کی بنا پر بے بنیاد اور بالکل خلاف عقل لغو اور بے معنی ہیں۔

(حکیم پیر حیدری القادری)

"خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک"

دوستوں کے مطالعہ کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک اہم خطبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۵۶ء میں خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک سے متعلق ایک نہایت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں خلافت کے سرکردہ اور ابتدائی مخالفین کی مساعی کا ذکر کر کے حضور نے ثابت فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا اختلاف مذہبی نہیں بلکہ خالص دنیوی تھا۔ موجودہ فتنہ منافقین کی کڑیاں بھی چونکہ بالآخر اسی فتنہ سے جا کر ملتی ہیں۔ اس لئے نظارت ہذا نے حضور کے اس نہایت ضروری اور اہم خطبے کو علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہے تاکہ جماعت کے ایسے دوست جن کو خلافت کے پہلے مخالفین کی سرگرمیوں کا علم نہیں وہ ان سے واقف ہو جائیں اور اس فتنہ کی حقیقت کو سمجھ جائیں۔

نظارت ہذا کے نزدیک موجودہ حالات میں جماعت کے تمام دوستوں کو حضور کا یہ خطبہ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر ایسا انتظام ہو سکے کہ جماعتوں کو جمعہ کے خطبہ کے طور پر بھی سنا دیا جائے تو یہ نہایت مناسب ہوگا۔

۴۳ صفحے کے اس اہم اور ضروری پمفلٹ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت اور تقسیم کی غرض سے اس کی قیمت صرف برائے نام ایک آنہ فی پمفلٹ اور پانچ روپیہ فی سینکڑہ رکھی گئی ہے۔ انفرادی یا اجتماعی طور پر جو دوست اس پمفلٹ کو منگوانا چاہیں وہ اپنے مطالبہ سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

نومسلم جرمن مستشرق ڈاکٹر زبیر ٹلٹاک کی تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

یہ کہ یورپ کی کوششوں کے نتیجہ میں سفید فام اقوام اسلام قبول کریں گی اس وقت ہمارا دوسرا عمل اس قدر محدود تھا اور مغربی اقوام دنیا پر اس طرح چھائی ہوئی تھیں کہ اس خواب کی عملی تعبیر کو تصور میں لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن آج ہم اس خواب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

محبت و اخوت کی یاد

خطاب جاری رکھتے ہوئے مکرم بشارت احمد بشیر نے مزید کہا اگرچہ محترم ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب کا یہاں عرصۂ قیام مختصر ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ انہیں اس ملک کو دیکھنے اور اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ ملنے جلنے کا کافی موقعہ ملا ہے اور وہ اس محبت و اخوت کی یاد لے کر اپنے وطن واپس جائیں گے جو اپنے نئے بھائیوں کے متعلق ہمارے دلوں میں موجزن ہے۔

جماعت احمدیہ کی تمام تر جدوجہد کا مقصد

ایڈریس میں انہوں نے مزید کہا۔ موجودہ دنیا دکھوں اور پریشانیوں سے بھری ہوئی ہے دراصل خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین کمزور ہو جانے کے باعث دنیا مادی اقدار پر اس بری طرح فریفتہ ہوتی چلی آ رہی ہے۔ کہ وہ کلی طور پر مادیت کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ خرابی ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے اور تمام مصیبتیں اسی ایک خرابی کی پیداوار ہیں۔ ہم دنیا کو اس بنیادی خرابی سے ہی نجات دلانا چاہتے ہیں اور ہماری تمام تر جدوجہد کا مقصد یہی ہے کہ بھٹکی ہوئی روحیں پھر اپنے مالک حقیقی کے آستانہ پر آ گریں۔ تا وہ امن و سلامتی سے ہمکنار ہوں۔ اور اس طرح اس دنیا کی کایا پلٹ جائے۔ یہی ہمارا پیغام ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب ہماری نیک تمناؤں کے ساتھ اس پیغام کو بھی اپنی قوم تک پہنچا کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔

آخر میں مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے محترم ڈاکٹر ٹلٹاک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالےٰ کے حضور ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی محبت سے نوازے اور آپ ہدایت و روشنی کے اس چشمے سے سیر ہو کر ہیں۔ اور پھر اپنے ہم وطنوں کو بھی اس سے سیراب کریں۔ ہم اللہ تعالےٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے ملک کو پھر متحد کرے اور متحارب طاقتوں کے ہاتھوں اسے جو زخم پہنچے ہیں انہیں مندمل فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر ٹلٹاک کی جوابی تقریر

ایڈریس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب نے جماعت احمدیہ اور وکالت تبشیر کا شکریہ ادا کیا۔ نیز کہا میں (۴)

درخواست دعا

میرے ماموں ملک سعید احمد خالد صاحب کوئٹہ نے ایک محکمانہ امتحان دیا ہوا ہے احباب ان کی نمایاں کامیابی اور ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

ا۔ کے۔ ایس ملک ربوہ

مکرم جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم کی تقریر (بقیہ صفحہ ۵)

نبشرك بغلامٍ اسمه يحيٰى

کہ اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحیٰی ہوگا۔ اب اگر اس زمانہ میں کوئی شخص حضرت زکریا کا ماننے والا ہو اور ہو حضرت یحیٰی کے وقت کا پیدا ہوا تو وہ کہے گا اے یحیٰی ہم تجھے نہیں مانتے بیشک اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا سے ایک بیٹے کا وعدہ کیا تھا اور اس کا نام یحیٰی بتایا تھا۔ لیکن نبیوں کی اولاد تو روحانی ہوتی ہے اور یحیٰی کے معنے ہیں لمبی عمر پانے والا تو ان کی روحانی اولاد میں سے آئندہ کوئی شخص ایسا پیدا ہو سکتا ہے کہ جو لمبی عمر پا جائے ہم حضرت زکریا کو مانتے ہیں تجھے کسی صورت نہیں مان سکتے۔ اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مریمؑ کو ایک بیٹے کی بشارت دی جیسا کہ فرمایا:۔

لاهب لك غلامًا زكيًا۔ اب اگر اس زمانے کا کوئی شخص حضرت مریم کو تو مانتا ہو لیکن ہو اسی خیال کا کہ نبی سے مراد غیر نبی اور صلبی سے مراد غیر صلبی ہے۔ تو وہ حضرت عیسٰے سے یہی کہے گا کہ اے عیسٰے میں تجھے کس طرح مان سکتا ہوں کہ تو اللہ تعالےٰ کی بشارت کا مصداق ہے بیٹا تو روحانی بھی ہو سکتا ہے نہ معلوم کس روحانی فرزند کی طرف اشارہ تھا تو نے اپنے آپ کو ہی اس بشارت کا مصداق قرار دینا شروع کر دیا۔ اگر یہی روش اختیار کی جائے تو ہر پیشگوئی کو ٹالا جا سکتا ہے اور کچھ کے کچھ معنے کر کے ہر بشارت سے منہ موڑا جا سکتا ہے۔

—— (باقی) ——

---

۴ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا خاص طور پر ممنون ہوں کہ حضور نے سفر یورپ کے دوران مجھے ربوہ آنے کی دعوت دی ہم نومسلموں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کا سلوک ایسا ہی مشفقانہ ہے جیسا کہ ایک شفیق باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ ہوتا ہے بعدہٗ آپ نے جلسۂ سالانہ کے متعلق اپنے مذکورہ بالا قلبی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں اپنے جرمن احمدی بھائیوں کی طرف سے آپ کو السلام علیکم کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جرمنی میں احمدیت کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔ میں آپ سب کا ممنون ہوں اور خصوصاً چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا بھی جنہوں نے جلسۂ سالانہ کے دوران میرے قیام کے سلسلہ میں مجھے ہر قسم کی سہولت اور آرام پہنچایا۔

محترم ڈاکٹر ٹلٹاک صاحب جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد "خیبر پاس" دیکھنے تشریف لے گئے تھے۔ اور حال ہی میں وہاں سے واپس تشریف لائے ہیں۔ دوران تقریر میں آپ نے قبائلی لوگوں اور سرحدی جماعتوں کی مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کیا۔ آپ ان کے حسن سلوک سے بہت متاثر تھے

محترم ڈاکٹر صاحب جرمنی واپس جا کر اسلامی لٹریچر کا جرمن زبان میں ترجمہ کریں گے۔ اور اسلام کے حق میں مضامین لکھتے رہیں گے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۵